شبِ براءۃ کی حقیقت

احادیث کی روشنی میں

مؤلف

مولانا ڈاکٹر شبیر احمد حفظہ اللہ

امام و خطیب سڈنی آسٹریلیا

شبِ براءۃ کی حقیقت

(احادیث کی روشنی میں)

اس کتاب میں شبِ براءۃ کی حقیقت کو احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے، اور کوشش کی گئی ہے کہ تمام ضعیف احادیث جو اس رات کے فضائل کے بارے میں ہیں، اُن کی تائیدات لاکر اُن کے ضُعف کو ختم کیا جاسکے۔

تالیف

ڈاکٹر مولانا شبیر احمد

نام کتاب: شبِ براءۃ کی حقیقت احادیث کی روشنی میں

نام مؤلف: ڈاکٹر شبیر احمد

تاریخ اشاعت: فروری ۲۰۲۱

تعداد: ۵۰۰

Dr Shabbir Ahmed

16 Shaughnessy Street Oakhurst NSW 2761

Sydney – Australia

Email: shabbir_ahmed61@hotmail.com

Mobile: +61414944831

پاکستان میں ملنے کا پتہ

Abdul Wahab Hassan

Data Nagar Sector 8/A Near AYHSA MASJID

(R.A) Orangi Town Karachi - Pakistan

Email:abdulwahabhassan124000@gmail.com

Mobile: 0345-6031460

فہرست مضامین

شبِ براءۃ کی حقیقت (احادیث کی روشنی میں)	صفحہ
مقدمہ	۴
شبِ براءۃ کو نہ ماننے والوں کے دلائل	۹
قائلینِ شبِ براءۃ کے جوابات	۱۰
احادیث برائے فضیلت شبِ براءۃ	۱۱
تدلیس کی اقسام	۱۶
تدلیس الاسناد	۱۶
تدلیس الشیوخ	۱۷
فقہاء کے اقوال	۳۹
احناف	۳۹
مالکیہ	۴۱
شوافع	۴۲
حنابلہ	۴۳
خلاصہ بحث	۴۴
شبِ برأۃ میں عبادت	۴۶
مصادر و مراجع	۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقَدِّمَہ

ایک عرصہ سے یہ بات دل کو کھٹکتی تھی کہ شبِ براءۃ کی حقیقت کے بارے میں لوگ کیوں اس قدر اختلاف کرتے ہیں، اور اس میں اس قدر شدت کا معاملہ کرتے ہیں کہ اس عظیم رات میں عبادت کرنے والوں کو بدعتی اور گنہگار کہتے ہیں۔

کئی دفعہ خیال آیا کہ اس مسئلہ پر کچھ لکھا جائے، اور جو کچھ اعتراضات لوگ کرتے ہیں، اُن کا جواب بھی دیا جائے، مگر مصروفیت ہمیشہ مانع رہی۔

بہر حال وقت نکال کر ایک مختصر سا رسالہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، اصل مقصد صرف یہ ہے کہ جو لوگ اس رات میں عبادت کرتے ہیں تو وہ پورے یقین کے ساتھ عبادت کریں

کہ اللہ ﷻ اس رات میں ان کی عبادات اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

جو حضرات اس رات کی اہمیت کا انکار کرتے ہیں، اُن حضرات کے پاس بھی دلائل ہیں کہ اس رات کے بارے میں جتنی احادیث ہیں وہ سب ضعیف ہیں یا پھر موضوع۔ ان وجوہ کی بناء پر یہ لوگ مکمل طور پر اس رات کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔

میں نے اس مختصر رسالہ میں کوشش کی ہے کہ اُن تمام ضعیف احادیث کی تائید مختلف روایات سے حاصل کی جائے اور ضُعف کو ختم کیا جائے۔ میرا مقصد کسی پر تنقید قطعًا نہیں ہے اور نہ ہی محاکمہ ہے۔

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر سی سعی کو قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

شبیر احمد غفر اللہ لہ ولوالدیہ

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده و نصلّی علیٰ رسوله الکریم!

پندرہویں شعبان کی رات کو شبِ براءۃ کہتے ہیں۔اس رات کو شبِ براءۃ کہنے کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علامہ آلوسی،ابن سید کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ :

قال ابن السید فی المقتضب البراء ۃ فی الاصل مصدر برییئ براء ۃ و أما البراء ۃ المستعملة فی صناعة الکتاب فتسمیتها بذلک اما علی أنها من بریيئ من دینه اذا أداه---وقیل:اصله أن الجانی کان اذا جنی وعفا عنه الملک کتب له کتاب أمان مما خافه فکان یقال: کتب السلطان لفلان براء ۃ، ثم عمم فیما کتب من أولی الأمر و أمثالهم.[1]

ترجمہ: ابن سید مقتضب میں کہتے ہیں کہ براء ۃ اصل میں بریٔ کا مصدر ہے۔کتاب وغیرہ میں جو براءۃ کالفظ استعمال ہوتاہے یاتواس

---

[1] روح المعانی:۱۱۱/۲۵

وجہ سے ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنا قرض ادا کرتا ہے تو وہ قرض سے بری یعنی آزاد ہوجاتا ہے۔۔۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ براءۃ کا اصل یوں ہے کہ جب کوئی مجرم کوئی جرم کرتا ہے اور بادشاہ اُس کو معاف کردے، تو بادشاہ اُس کے لئے امان لکھ دیتا ہے جس سے وہ ڈر رہا تھا، تو گویا یوں کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں کے لئے آزادی لکھ دی، اس کے بعد یہ لفظ براءۃ، حاکم وغیرہ سب کے لئے عام ہو گیا۔

و قال عكرمة و جماعة: هی لیلة النصف من شعبان و تسمیٰ لیلة الرحمة والليلة المباركة و لیلةالصک و لیلة البراء ة و وجه تسمیتها بالئاخیرین أن البندار اذا استوفی الخراج من أهله کتب لهم البراءة-1

ترجمہ: حضرت عکرمہ وغیرہ کہتے ہیں کہ شعبان کی نصف رات کو لیلۃ الرحمۃ، لیلۃ المبارکۃ، لیلۃ الصک (پرچہ والی رات) اور لیلۃ البراء ۃ کہتے ہیں۔ اس رات کو لیلۃ الصک (پرچہ والی رات) اور لیلۃ البراءۃ اس لئے کہتے ہیں کہ جب خراج وصول کرنے والا پورا خراج وصول کرلیتا ہے تو وہ اُن کے لئے براءۃ لکھ دیتا ہے۔شبِ براءۃ کو شبِ براءۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات مردوں سے عذاب کو اُٹھا لیا جاتا ہے۔

---

[1] روح المعانی:۱۱۰/۲۵

شبِ براءۃ کے بارے میں بہت اختلافات ہیں، بعض لوگ تو مکمل طور پر اس رات کی اہمیت کے قائل ہی نہیں، اور اس رات میں عبادت کرنے کو گناہ اور بدعت سمجھتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ایک جماعت وہ ہے کہ جو اس رات کی اہمیت کے قائل ہیں اور ساری رات عبادت میں گذارتے ہیں۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ اسلام افراط و تفریط کو منع کرتا ہے، اس لئے ہر معاملہ میں اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ لہذا جو لوگ اس رات کی اہمیت کا انکار کرتے ہیں اُنھیں بُرا بھلا نہ کہیں کیونکہ وہ حضرات دلائل کی بنیاد پر انکار کرتے ہیں، اسی طرح دوسروں کو بھی چاہئے کہ اس رات میں عبادت کرنے والوں کو بُرا بھلا یا گنہگار نہ کہیں، کیونکہ اُن کے پاس بھی دلائل ہیں۔

یہ کس قدر بُری بات ہے کہ مسلمان چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا کرتے ہیں۔

عقائد میں تو جھگڑتے ہی تھے اب عبادات میں بھی لڑ رہے ہیں۔ اب اِسی شبِ براءۃ کو لے لیں یہ کوئی فرض یا واجب کا مسئلہ تو ہے ہی نہیں، یہ ایک نفلی عبادت ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ کرنے والا ماُجور ہے،

اور نہ کرنے والا گنہگار نہیں۔

ذیل میں دونوں رائے لکھتا ہوں، مقصد محاکمہ قطعًا نہیں ہے، بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ جس کی جو مرضی ہو وہ دونوں میں سے جو چاہے راہ اختیار کرلے۔

شبِ براءۃ کو نہ ماننے والوں کے دلائل:

جو حضرات شبِ براءۃ کو نہیں مانتے ہیں اُن کا کہنا یہ ہے کہ :

• سورۃالدخان کی آیت:انا انزلناه فى ليلة مباركة انا كنا منذرين .[1]

سے مراد لیلۃ القدر ہے، یہی جمہور کی رائے ہے، عکرمہ وغیرہ کا جو قول ہے کہ اس سے مراد شبِ براءۃ ہے،وہ جمہور کے قول کے خلاف ہے۔

• شبِ براءۃ کے بارے میں جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب ضعیف، موضوع یا پھر مرسل ہیں۔

• شبِ براءۃ والی احادیث کے راوۃ یا تو متہم ہیں یا پھر ان کی تضعیف کی گئی ہیں۔

[1] سورۃالدخان:۳

قائلینِ شبِ براءۃ کے جوابات:

- سورۃ الدخان کی آیت: انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین[1] سے مراد لیلۃ البراءۃ (شبِ براءۃ) ہے، یہ قول صرف عکرمہ کا نہیں ہے، بلکہ ان کے ساتھ مفسرین کی ایک جماعت بھی ہے جو فرماتے ہیں کہ سورۃ الدخان کی آیت: انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین سے مراد لیلۃ البراءۃ (شبِ براءۃ) ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: و قال عکرمۃ و جماعۃ: ھی لیلۃ النصف من شعبان. [2]

ترجمہ: عکرمہ اور مفسرین کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں لیلۃ مبارکہ سے مراد پندرہویں شعبان کی رات مراد ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ شبِ براءۃ والی احادیث میں ضعیف، موضوع اور مرسل ہیں۔ جہاں تک موضوع کا تعلق ہے وہ تو بلاشبہ ناقابلِ قبول ہے۔ البتہ احادیث ضعیفہ و مرسلہ کو یہ کہہ کر ترک

---

[1] سورۃ الدخان: ۳

[2] روح المعانی: ۱۱۰/۲۵

کردینا کہ وہ بالکل ناقابلِ قبول ہیں، صحیح نہیں ہے، کیونکہ احادیثِ ضعیفہ کی اگر تائیدات مل جائیں، تواُن پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک احادیث مرسلہ کا تعلق ہے، وہ بندہ کے نزدیک مطلقاً حجت ہے۔

میں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ کے مقدمہ میں بہت تفصیل کے ساتھ احادیثِ مرسلہ کی حجیّت پر بحث کی ہے، جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ احادیثِ مرسلہ نہ صرف حجت ہیں بلکہ بعض حالات میں مسند سے بھی اقوی ہو جاتی ہیں۔

جہاں تک شبِ براءۃ کی احادیث کے رواۃ کا تعلق ہے کہ وہ سب ضعیف ہیں یا وضاع ہیں، اس طرح علی الاطلاق کہنا کسی بھی طرح سے درست نہیں۔ تھوڑا بہت ہر راوی کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہا ہی جاتا ہے، جہاں تضعیف کا قول ملتا ہے تو دوسری طرف توثیق کا قول اُسی راوی کے بارے میں مل جاتا ہے۔

اب ذیل میں اُن احادیث کو نقل کرتا ہوں جو شبِ برأۃ کے فضائل میں نقل کی جاتی ہے۔

احادیث برائے فضیلت شبِ براءۃ:

۱۔امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حدثنا احمد بن منیع نا یزید بن ھارون نا الحجاج بن أرطاۃ عن یحییٰ بن أ بی کثیر عن عروۃ عن عائشۃ، قالت: فقدت رسول اللہﷺ لیلۃ فخرجت فاذا ھو بالبقیع فقال: أکنتِ تخافین أن یحیف اللہ علیکِ و رسولہ، قلت یا رسول اللہ! انی ظننت أنک أتیت بعض نسائک، فقال: ان اللہ تبارک وتعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا، فیغفر لأکثر من عدد شعر غنم کلب-وفی الباب عن أبی بکر الصدیق-[1]

ترجمہ: مجھ کو احمد بن منیع نے حدیث بیان کی، اُن کو یزید بن ہارون نے، اُن کو حجاج بن اُرطاۃ نے، اُنہوں نے یحییٰ بن کثیر سے، اُنہوں نے عروۃ سے اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو گم پایا، تو میں گھر سے نکل کر آپ کو تلاش کرنے لگی، آپ بقیع میں تھے، آپﷺ نے فرمایا: تم اس بات سے ڈر رہی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کرے گا؟ میں عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ نصف

[1] سنن ترمذی:۱/۲۷۵

شعبان کی رات کو اللہ عزوجل سماءِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں، قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ مغفرت فرماتے ہیں (یعنی کثرت سے مغفرت کا معاملہ فرماتے ہیں)۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس باب میں اسی طرح کی روایت منقول ہیں۔

ترمذی شریف کی اس حدیث میں بہت کلام کیا گیا ہے کہ یہ حدیث دو وجہ سے ضعیف ہے۔

ایک تو یحییٰ بن کثیر نے عروۃ سے نہیں سنا۔

دوسرے حجاج بن اُرطاۃ نے یحییٰ بن کثیر سے نہیں سنا۔

اس طرح اس میں دو طرح سے انقطاع ہے۔

اب میں دونوں اعتراضات کا جواب عرض کرتاہوں۔یہ اعتراض کہ یحییٰ بن کثیر کا سماع عروۃ سے ثابت نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ" ان ابن معین اثبت لیحییٰ السماع من عروۃ والمثبت مقدم علی النافی،------قاله العینی فی العمدة "۔[1]

---

[1] عمدۃ القاری: ۸۲/۱۱،معارف السنن: ۴۲۰/۵-۴۲۱

ترجمہ: یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے کہ یحییٰ بن کثیر کا سماع عروۃ سے ثابت ہے، اور مثبت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔۔۔ علامہ حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدہ میں یہ فرمایا ہے۔

ان يحيى بن كثير كان يدلس---ثم قال اما اذا صرح بالسماع فلا كلام فيه فانه حافظ صدوق فيقبل منه ذلك بلا خلاف۔[1]

ترجمہ: بے شک یحییٰ بن ابی کثیر مدلس تھے۔۔۔۔ پھر فرمایا کہ یا تو صراحتاً سماع کا ثبوت ہو گا اس پر کوئی کلام نہیں، کیونکہ وہ ثقہ، حافظ اور سچے ہیں، لہذا بلا اختلاف ان کی روایات کو قبول کیا جائے گا۔

جہاں تک حجاج بن اُرطاۃ کا تعلق ہے کہ اُن کا سماع یحییٰ بن کثیر سے ثابت نہیں ہے۔ اس بارے میں امام ترمذی یہی فرماتے ہیں کہ حجاج بن ارطاۃ کا سماع یحییٰ بن کثیر سے ثابت نہیں۔

يحيىٰ بن ابى كثير ولم يسمع منه[2]

---

[1] التقییدوالایضاح:۹۸

[2] تهذیب التهذیب:۱۹٦/۲

ترجمہ: حجاج بن اُرطاۃ کا سماع یحییٰ بن کثیر سے ثابت نہیں۔

بے شک اس میں کچھ کلام کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں تدلیس پائی جارہی ہے، اس لحاظ سے ترمذی شریف کی مندرجہ بالا حدیث شریف ناقابلِ عمل ہے۔

اس سلسلہ میں بندہ کی جو تحقیق ہے وہ عرض کرتا ہوں۔

وقال احمد: وكان من حفاظ الحديث، وقال القطان: هو ابن اسحاق عندی سواء۔[1]

ترجمہ: امام احمد نے فرمایا کہ حجاج بن ارطاۃ حفاظِ حدیث میں سے ہیں، اور قطان نے فرمایا کہ حجاج بن ارطاۃ اور ابن اسحاق دونوں میرے نزدیک برابر ہے۔

حجاج بن ارطاۃ کے بارے میں کافی اختلاف ہے اور اُن کو ضعیف کہا گیا ہے، مگر دوسری طرف بڑے بڑے ائمہ نے اُن کی توثیق کی ہے۔ حافظ ابو عبد اللہ ذھبی نے اُن کا تذکرۃ احد الاعلام سے کیا ہے۔

---

[1] الکاشف: ۳۱۱/۱

نیز سفیان ثوری فرماتے ہیں :

ما بقی أحد أعلم منه.[1]

ترجمہ: اُن سے زیادہ حدیث کو جاننے والا باقی نہیں رہا۔

حجاج بن ارطاۃ سے اُصحابِ ستہ میں سے ترمذی، ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ نے روایتیں نقل کی ہیں۔ جہاں تک اُن کا تدلیس کا معاملہ ہے، اس بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ یحییٰ بن کثیر کے معاصر تھے، اس میں ابہام ہے کہ حجاج نے یحییٰ سے سنا ہے یا نہیں؟ محققین کی تحقیق تو یہی ہے کہ حجاج نے یحییٰ سے نہیں سنا ہے، اس لحاظ سے وہ مدلِّس ٹھہرے۔

تدلیس کی اقسام:

تدلیس کے بارے میں ابن الصلاح نے لکھا ہے کہ تدلیس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ تدلیس الاسناد: یہ وہ ہے کہ راوی ایسے شخص سے روایت کرے کہ جس سے ملاقات ثابت ہو مگر اُس سے سنا نہ ہو اور اس میں اس بات کا

---

[1] الکاشف: ۳۱۱/۱

ابہام ہے کہ اُس نے (اس لقاء کی وجہ سے) سنا ہوگا۔ یا راوی، مروی عنہ کا معاصر ہے مگر ملاقات نہیں ہوئی، البتہ اس میں اس بات کا ابہام ہے کہ اُس نے ملاقات کی ہو اور مروی عنہ سے سنا ہو۔

۲۔تدلیس الشیوخ: یہ وہ ہے کہ راوی اپنے شیخ سے روایت نقل کرے جو اُس نے سنا ہے مگر وہ اُس کو کنیت کے ساتھ بیان کرے، یا اس روایت کو اپنے شیخ کی طرف منسوب کرے، یا اپنے شیخ کی اُس صفت کو بیان کرے کہ جس سے وہ معروف نہ ہوں۔

ابن الصلاح نے آگے چل کر تدلیس کی پہلی قسم کے بارے میں لکھا ہے کہ:

و الصحيح التفصيل: و ان ما رواه المدلِّس بلفظ محتمل لم يبين فيه السماع والاتصال، حكمه حكم المرسل و انواعه، و ماروواه بلفظ مبين للاتصال نحو سمعت و حدثنا و أخبرنا و أشباهها فهو مقبول محتج به، و فى الصحيحين و غيرهما من الكتب المعتمدة من حديث هذا الضرب كثير جدا، كقتادة والأعمش والسفيانين و هشام بن بشير و غيرهم، و هذا لأن التدليس ليس كذبا و انما هو ضرب من الابهام بلفظ محتمل۔[1]

---

[1] مقدمہ ابن صلاح مع التقیید والایضاح:۹۹

ترجمہ: صحیح بات یہ ہے کہ اس طرح کی تدلیس میں تفصیل ہے: وہ یہ کہ اگر مدلّس، مروی عنہ سے ایسے لفظ کے ساتھ روایت نقل کرے کہ اس میں احتمال ہے کہ اُس نے سماع اور اتصال کو نہیں بیان کیا، اس طرح کی تدلیس کا حکم مرسل اور اُس کے انواع کی طرح ہے۔ اور اگر راوی مدلّس ایسے لفظ کے ساتھ روایت کرے کہ جس میں اتصال بیان کر رہا ہو، جیسے وہ یہ کہے: میں نے سنا، اُنہوں نے مجھ سے بیان کیا، اُنہوں نے ہمیں خبر دی وغیرہ، تو اس طرح کی تدلیس مقبول ہے اور قابل حجت ہے۔ بخاری و مسلم اور دوسری معتمد کتابوں اس طرح کی تدلیس بکثرت پائی جاتی ہیں، جیسے قتادہ، اعمش، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری اور ہشام بن بشیر وغیرہم۔ اور بات دراصل یہ ہے کہ تدلیس جھوٹ کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ ابہام کی ایک قسم ہے جو محتمل لفظ سے ہوتا ہے۔

میرا کہنا یہ ہے کہ حجاج بن ارطاۃ کا سماع اگرچہ یحییٰ بن کثیر سے واضح نہیں ہے مگر اُن کا یحییٰ کا معاصر ہونا تو بہر حال ثابت ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ اُنہوں نے یحییٰ سے نہیں سنا ہے، مگر ابن الصلاح کے قول کے مطابق یہ کہا جائے گا کہ ترمذی کی حدیث مرسل ہے۔ ہمارے یہاں مرسل مطلقاً حجت ہے۔

شیخ الاسلام بزدوی فرماتے ہیں:

فَالْمُرْسَلُ مِنْ الْأَخْبَارِ وَذَلِكَ أَرْبَعَةُ أَنْوَاعٍ مَا أَرْسَلَهُ الصَّحَابِيُّ وَالثَّانِي مَا أَرْسَلَهُ الْقَرْنُ الثَّانِي وَالثَّالِثُ مَا أَرْسَلَهُ الْعَدْلُ فِي كُلِّ عَصْرٍ وَالرَّابِعُ مَا أُرْسِلَ مِنْ وَجْهٍ وَاتَّصَلَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ أَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ فَمَقْبُولٌ بِالْإِجْمَاعِ------ وَأَمَّا إرْسَالُ الْقَرْنِ الثَّانِي وَالثَّالِثِ فَحُجَّةٌ عِنْدَنَا، وَهُوَ فَوْقَ الْمُسْنَدِ كَذَلِكَ ذَكَرَهُ عِيسَى بْنُ أَبَانَ -[1]

ترجمہ: مرسل کی چار قسمیں ہیں(۱) صحابی رضی اللہ عنہ کا ارسال (۲) قرنِ ثانی کا ارسال (۳) ہر زمانہ میں عادل شخص کا ارسال (۴) ایک جہت سے ارسال اور ایک جہت سے اتصال۔
جہاں تک کہ قسمِ اول کا تعلق ہے تو وہ بالاجماع مقبول ہے۔۔۔۔۔ اور قرنِ ثانی و ثالث کا ارسال ہمارے یہاں حجت ہے اور وہ مسند سے بھی اقویٰ ہے، جیسا کہ عیسیٰ بن ابان نے کہا ہے۔
شیخ علاؤالدین البخاری الحنفی فرماتے ہیں:

---

[1] اصول بزدوی: ۱۷۱

و اما ارسال القرن الثانی و الثالث فَحُجَّةٌ عِنْدَنَا، وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَإِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَأَكْثَرِ الْمُتَكَلِّمِينَ، وَعِنْدَ أَهْلِ الظَّاهِرِ وَجَمَاعَةٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ لَا يُقْبَلُ الْمُرْسَلُ أَصْلًا، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ – رَحِمَهُ اللَّهُ –: لَا يُقْبَلُ إلَّا إذَا اقْتَرَنَ بِهِ مَا يَتَقَوَّى بِهِ فَحِينَئِذٍ يُقْبَلُ۔[1]

ترجمہ: قرنِ ثانی اور ثالث کا ارسال ہمارے ہاں حجت ہے۔ اور یہی مذہب مالکیہ اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق، نیز اکثر متکلمین کے ہاں مرسل مطلقاً حجت ہے۔ البتہ اہلِ ظواہر اور محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک مرسل حجت نہیں ہے۔ امام شافعی کے نزدیک بعض قیود کے ساتھ (مثلاً اس مرسل کی کوئی تائید مل جائے) مرسل حجت ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق کے مطابق یہ کہہ دینا کہ ترمذی شریف کی شبِ برأۃ والی حدیث بالکل ضعیف یا موضوع ہے، یہ سراسر ناانصافی ہے۔

۲۔ امام ابن ماجہ روایت فرماتے ہیں:

حدثنا الحسن بن على الخلال، حدثنا عبد الرزاق، أنبأنا ابن أبى سبرة، عن ابراهيم بن محمد، عن معاوية بن عبد الله بن جعفر، عن أبيه عن على بن

[1] کشف الاسرار: ۲/۳

أبی طالبؓ قال: قال رسول اللهﷺ: اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها و صوموا نهارها، فان الله تعالیٰ ینزل فیها لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول: ألا مستغفر لی فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلی فأعافیه، ألا کذا ألا کذا حتی یطلع الفجر.[1]

ترجمہ: مجھ کو حسن بن علی الخلال نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا مجھ کو عبد الرزاق نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا مجھ کو ابن ابی سبرۃ نے خبر دی، اُنہوں نے ابراہیم بن محمد سے، اُنہوں نے معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے علی بن ابی طالبؓ سے، اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: جب نصف شعبان کی رات ہو تو تم اُس رات کو جاگو اور اُس کے آنے والے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ عزّوجلّ غروبِ شمس کے وقت آسمانِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں، اور فرماتے ہیں: ہے کوئی مجھ سے مغفرت مانگنے والا تو میں اُس کو بخش دوں؟ ہے کوئی روزی مانگنے والا تو میں اُس کو روزی

[1] سنن ابن ماجہ: ۲۰۹

دوں؟ ہے کوئی پریشانی میں مبتلا تو میں اُس کی پریشانی کو دور کروں، اس طرح کی ندا طلوعِ فجر تک ہوتی ہے۔

اس روایت میں ابن ابی سبرۃ ہیں، جن کا پورا نام ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرۃ ہے۔ امام احمد اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ وضع حدیث کیا کرتے تھے۔ خیر ویسے تو ہر راوی پر کچھ نہ کچھ لوگ کلام کرتے ہی ہیں، جہاں بُرائیاں بیان کرتے ہیں تو دوسری طرف اُن کی اچھائیاں بھی لوگ بیان کرتے ہیں۔ ابن ابی سبرۃ کو ہی لے لیجئے جہاں اُن پر وضع حدیث کا الزام ہے، وہاں یہ بھی ہے کہ مصعب زبیری اُن کے بارے میں فرماتے ہیں: کان عالما یعنی وہ حدیث کے عالم تھے۔[1]

یہ بدری صحابی ابو سبرہ کی اولاد میں سے ہیں، ابو سبرہ رضی اللہ عنہ بدریین میں سے ہیں جو ابن ابی سبرہ کے پردادا تھے۔

ابن ابی سبرہ کے اساتذہ میں عطاء ابن ابی رباح، اعرج، زید بن اسلم، ہشام بن عروہ اور شریک بن نمیر وغیرہم تھے۔ اور شاگردوں میں ابن

---

[1] تقریب التھذیب: ١١١٦

جریج، ابو عاصم النبیل، محمد بن عمر واقدی، عبد الرزاق (صاحب مصنف عبدالرزاق) عبداللہ بن ولید وغیرہم تھے۔

علامہ ذہبی نے ان کے لئے اس شاندار الفاظ میں فرمایا: الفقیه الاکبر ، قاضی العراق۔[1]

نیز مفتی کا عہدہ بھی اُنکے پاس تھا۔ چنانچہ امام ابو داود فرماتے ہیں: کان مفتی اھل المدینة.[2]

یہ امام مالک کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مفتی تھے، لوگ امام مالک کی موجودگی میں اُن سے فتویٰ پوچھتے تھے، اس سے ان کے مقام کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ امام مالک سے روایت ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالک سے پوچھا: یا مالک! من بقی بالمدینة من المشیخة؟ قلت: ابن ابی ذئب و ابن ابی سبرة و ابن ابی سلمة الماجشون. [3]

ترجمہ: اے مالک! مدینہ منورہ میں مشائخ میں کون باقی رہ گئے؟ میں نے کہا: ابن ابی ذئب وابن ابی سبرۃ وابن ابی سلمہ الماجشون۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۷/۳۳۰

[2] سیر اعلام النبلاء: ۷/۳۳۰

[3] سیر اعلام النبلاء: ۷/۳۳۰

کیا امام مالک ایسے شخص کی جھوٹی تعریف کریں گے جو جھوٹا یا وضاع ہو؟

۳۔امام ابن ماجہ روایت فرماتے ہیں:

حدثنا راشد بن سعید بن راشد الرملی، ثنا الولید عن ابن لھیعة عن الضحاک بن أیمن عن الضحاک بن عبد الرحمن ابن عرزب عن أبی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ عزوجل لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرک أو مشاحن.[1]

ترجمہ: مجھ کو راشد بن سعید بن راشد الرملی نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا مجھ کو ولید نے بیان کیا، اُنہوں نے ابن لہیعۃ سے اُنہوں نے ضحاک بن ایمن سے اُنہوں نے ضحاک بن عبد الرحمن بن عرزب سے اُنہوں نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نصفِ شعبان کی شب متوجہ ہوتے ہیں، اور اپنے جملہ مخلوق کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والوں کے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ: ۲۱۰

اس حدیث میں کلام یہ ہے کہ اس میں ابن لہیعہ ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔امام ابو داود امام احمد سے ابن لہیعہ کے بارے میں نقل فرماتے ہیں کہ :

و من كان مثل ابن لهيعة بمصر فى كثرة حديثه و ضبطه واتقانه؟[1]

ترجمہ: کیا مصر میں ابن لہیعہ جیسا کوئی شخص ہے حدیث کے بیان کرنے میں، اور اُس کو ضبط کرنے میں اور یاد کرنے میں؟

اسی بنیاد پر حافظ ابو عبد اللہ ذھبی فرماتے ہیں: قلت: العمل على تضعيف حديثه۔[2]

ترجمہ: ابن لہیعہ کی ضعیف احادیث کے باوجود محدثین اُن پر عمل فرماتے ہیں۔

شیخ احمد ابن صالح نے فرمایا: كان ابن لهيعة من الثقات.[3]

ترجمہ: ابن لہیعہ ثقہ اور معتمد ہیں۔

---

[1] تھذیب التھذیب:۳۷۵/۵

[2] الکاشف:۵۹۰/۱

[3] تھذیب التھذیب:۳۷۸/۵

اس روایت میں ابن لہیعہ کے علاوہ ضحاک بن ایمن اور ضحاک بن عبد الرحمن ہیں۔ ضحاک بن عبد الرحمن کی توثیق ذھبی وغیرہ نے کی ہے۔[1]

البتہ ضحاک بن ایمن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے احوال نہیں ملتے، اس سے تضعیف توثابت نہیں کر سکتے۔

ابن ماجہ کی اس روایت کو اگر ضعیف بھی کہیں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس روایت کی تائیدات موجود ہیں۔ چنانچہ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں یہی روایت اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

۴۔عن عتبة بن حماد أبو خليد عن الاوزاعی عن مکحول عن مالک بن يخامر عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: يطلع الله عزوجل على خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرک أو مشاحن۔[2]

---

[1] الکاشف: ۵۰۸/۱

[2] حلیۃ الاولیاء: ۱۹۱/۵

ترجمہ: ابو نعیم نے اپنی سند کے ساتھ عتبہ بن حماد ابو خالد سے، اُنہوں نے اوزاعی سے، اُنہوں نے مکحول سے اُنہوں نے مالک بن یخامر سے اُنہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے، اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نصفِ شعبان کی شب متوجہ ہوتے ہیں، اور اپنے جملہ مخلوق کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والوں کے۔

مذکورہ روایت میں جو رواۃ ہیں، ان میں عتبہ بن حماد کی توثیق ابن حبان وغیرہ نے کی ہے، ان کے علاوہ مکحول کی تعریف کی ضرورت نہیں، وہ شام کے فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔ امام اوزاعی تو ہے ہی ثقہ، جہاں تک مالک بن یخامر ہیں اُن کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ ان تمام رواۃ کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کسی بھی طرح سے ضعیف نہیں ہے۔

اس بات کو بہت ہی شدت سے بیان کیا جاتا ہے کہ علامہ البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۱۴۴ (الصحیحۃ: ۱۳۵/۳) پر علامہ ذہبی کے حوالے سے لکھا کہ " مكحول لم يلق مالك بن يخامر "۔

ترجمہ: مکحول نے مالک بن یخامر سے ملاقات نہیں کی[یعنی یہ روایت منقطع ہے]۔

ایسے لوگوں کا علامہ البانی کی آڑ لے کر یہ کہنا کہ علامہ البانی وسیع النظر و مطالعہ ہیں، علامہ ذہبی کا قول ضرور ان کے مطالعہ سے گذرا ہوگا، یہ بالکل غلط اور تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ علامہ البانی نے خود اس روایت کو صحیح اور حسن صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے: صحیح الترغیب الصفحۃ الرقم: ۱۰۲۶

جب خود ہی صحیح اور حسن قراد دیا ہے تو پھر مرسل اور منقطع ہونے کی تحقیق کو علامہ البانی کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔

جہاں تک امام مکحول کا امام مالک بن یخامر سے سماع کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابۃ، رقم: ۷۷۱۷، تہذِیب التہذیب، رقم ۱۴۰، اور علامہ ذہبی نے الکاشف، رقم: ۵۲۶۷ میں واضح طور عامر بن یخامر کے ترجمہ میں لکھا: حدث عنه معاوية على المنبر، وجبير بن نفير، وعمير بن هانئ، ومكحول، وسليمان بن موسى، وخالد بن معدان۔

ترجمہ: عامر بن یخامر سے روایت کرنے والے مکحول، سلیمان بن موسی اور خالد بن معدان وغیرہ شامل ہیں۔

علامہ مزی نے مالک بن یخامر کے شاگردوں اور روایات کرنے والوں میں مکحول کا نام لکھا ہے۔

روی عن عبداللہ بن السعدی وعبداللہ بن عمرو بن العاص وعبد الرحمٰن بن عوف وعمرو بن عوف ومعاذ بن جبل ومعاویۃ بن ابی سفیان،روی عنہ----مکحول الشامی۔[1]

ترجمہ: مالک بن یخامر السکسکی (تابعی ثقہ)، نے حضرت عبداللہ بن سعدی، حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص، حضرت عمرو بن عوف، حضرت عبدالرحمن بن عوف، معاذ بن جبل اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور ان سے مکحول شامی نے روایت کی ہے۔

[1] تہذیب الکمال: ۲۷/۱۶۷

ان کے علاوہ امام بیہقی اور ابنِ حبان نے بھی اپنے اسناد کے ساتھ مذکورہ روایت کو نقل فرمایا ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

۵۔عن أبی ثعلبة الخشنی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: اذا کان لیلة النصف من شعبان اطلع اللہ تعالیٰ الی خلقه فیغفر للمؤمنین و یملی للکافرین و یدع أهل الحقد بحقدهم حتیٰ یدعوه۔[1]

ترجمہ: حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات اللہ عزوجل اپنی مخلوق پر متوجہ ہوتے ہیں، اہلِ ایمان کی مغفرت فرماتے ہیں، اور کافروں کو مہلت دیتے ہیں، اور حسد کرنے والوں کو اُن کے حسد کے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ حسد کو چھوڑ دیں۔

٦۔عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: قام رسول اللہ ﷺ من اللیل یصلی فأطال السجود حتیٰ ظننت انه قد قبض، فلما رأیت ذالک قمت حتیٰ حرکت

[1] شعب الایمان للبیہقی: ۳٦۱/۵

ابهامه فتحرک فرجعت، فلما رفع رأسه من السجود و فرغ من صلاته فقال: يا عائشة أو يا حميراء ظننت ان النبى قد خاس بک، قلت: لا والله يا نبى الله! و لکنى ظننت انک قبضت لطول سجودک، فقال: أ تدرين أى ليلة هذه؟ قلت: الله و رسوله أعلم، قال: هذه ليلة النصف من شعبان فيغفر للمستغفرين و يرحم المسترحمين ويؤخر أهل الحقد كما هم .[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

ایک رات کو اُٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور انتہائی طویل سجدہ فرمایا یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا، جب مجھے یہ خیال ہوا تو میں اُٹھی اور آپ ﷺ کی اُنگلی مبارک کو حرکت دی تو آپ ﷺ کی اُنگلی مبارک نے حرکت کی، پھر میں واپس آگئی۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ سے سر مبارک کو اُٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ یا اے حمیراء! تم نے یہ سمجھا کہ نبی ﷺ نے تمہارے ساتھ بد عہدی کی؟ میں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم، اے اللہ کے نبی! لیکن مجھے آپ کے طویل سجدہ کی وجہ سے یہ

---

[1] شعب الایمان للبیہقی: ۳۵۹/۵

خیال ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو معلوم ہے کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا! اللہ اور اُس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نصف شعبان کی رات ہے، مغفرت مانگنے والوں مغفرت کر دی جاتی ہے، رحم مانگنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے، اور کینہ رکھنے والوں کو مؤخر کر دیا جاتا ہے جیسا کہ وہ ہیں۔

۷-عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: ینزل الله الی السماء الدنیا لیلة النصف من شعبان فیغفر لکل شئی الا لرجل مشرک أو فی قلبه شحناء۔[1]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات اللہ عزوجل سماء دنیا پر تشریف لاتے ہیں، ہر چیز کی مغفرت فرماتے ہیں، سوائے مشرک شخص کے یا اُس شخص کے کہ جس کے دل میں کینہ ہو۔

---

[1] شعب الایمان للبیہقی: ۵/۳۵۷

امام بیہقی ایک اور روایت حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

۸۔ عن عثمان بن أبی العاص رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا كان ليلة النصف من شعبان ينزل فيةا الى السماء الدنيا مناد، هل من مستغفر فأغفر له؟ هل من سائل فأعطيه؟ فلا يسأل أحد الا أعطى، الا زانية بفرجها أو مشرک۔[1]

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات کو ایک پکارنے والا سماءِ دنیا پر آتا ہے، وہ پکارتا ہے، ہے کوئی جو گناہوں کی معافی مانگے؟ تو میں اُس کو معاف کردوں، ہے کوئی سوال کرنے والا؟ تو میں اُس کو عطا کروں، تو کوئی جو کچھ بھی سوال کرتا ہے اُس کو دیا جاتا ہے، سوائے بدکارہ عورت اور مشرک کے۔

اسی روایت کی تائید میں امام احمد ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

---

[1] شعب الایمان للبیہقی: ۳۶۲/۵

۹۔حدثنا حسن ثنا ابن لهيعة ثنا حى بن عبد الله عن أبى عبد الرحمن الحبلى عن عبد الله بن عمروؓ أن رسول اللهﷺ قال: يطلع اللهﷻ الى خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لعباده الا الاثنين: مشاحن و قاتل نفس۔[1]

ترجمہ: مجھے حسن نے بیان کیا،اُنہوں نے کہا مجھے ابن لہیعہ نے بیان کیا،اُنہوں نے کہا مجھے حی بن عبد اللہ نے بیان کیا،اُنہوں نے ابو عبد الرحمن حُبلی سے روایت کی،اُنہوں نے عبد اللہ بن عمرو ؓسے کہ رسول اللہ ﷺنے فرمایا: نصف شعبان کی رات اللہ ﷻاپنے مخلوق پر متوجہ ہوتے ہیں، پھر اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے کینہ رکھنے والے اور قتل کرنے والے کے۔

اس روایت میں قاتل کی اضافت ہے۔امام احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ صرف ثقہ راوی سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اب حدیث مذکور کو لے لیجئے،اس میں سب راوی یا تو ثقہ ہیں یا صدوق ہیں۔ابن لہیعہ جن کا پورا نام عبد اللہ بن لہیعہ ہے، ان کے بارے میں حافظ ابن حجر نے فرمایا:صدوق[2]یعنی سچے ہیں۔ ان سے ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ اور امام مسلم(مقرونًا) روایتیں نقل کی ہیں۔ عبد اللہ بن لہیعہ کے بارے

[1]مسند احمد:۲۱۶/۱۱-۲۱۷

[2]تقریب التہذیب:۵۳۸

میں کچھ گفتگو ابن ماجہ کی حدیث نمبر ۲ میں گذر چکی ہے۔ مسند احمد کی اس روایت میں دوسرے راوی حی بن عبد اللہ المعافری ہیں، ان کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: ليس به بأس.[1]
ترجمہ: ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ان سے ترمذی اور نسائی نے روایتیں نقل کی ہیں۔ تیسرے راوی ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید ہیں، ان کے بارے میں حافظ ذھبی اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ " ثقة "[2] وہ ثقہ ہیں۔ چوتھے راوی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان تمام تفصیلات کے بعد یہ کہنا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، زیادتی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

ان روایات کے علاوہ حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور میں کئی روایات شبِ برأۃ کے فضائل میں نقل کئے ہیں۔ چند ایک درجِ ذیل ہیں۔

---

[1] الکاشف: ۱/۳۶۰

[2] تقریب التھذیب: ۵۵۸، الکاشف: ۱/۶۰۹

۱۰۔و أخرج ابن أبی الدنیا عن عطاء بن یسار قال: اذا کان لیلة النصف من شعبان دفع الی ملک الموت صحیفة فیقال: اقبض من هذه الصحیفة فان العبد لیفرش الفراش و ینکح الازواج و یبنی البنیان و ان اسمه قد نسخ فی الموتی۔[1]

ترجمہ: ابن ابی الدنیا نے عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ: نصف شعبان کی رات ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے، اُس سے کہا جاتا ہے کہ اس صحیفہ کو لے لو، کیونکہ ایک بندہ بستر پر لیٹا ہوا ہوگا، اور نکاح کر رہا ہوگا، گھر بنا رہا ہوگا اور جبکہ اُس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوگا۔

۱۱۔و أخرج الخطیب فی رواة مالک عن عائشةرضی الله عنها : سمعت النبی ﷺیقول: یفتح الله الخیر فی أربع لیال: لیلةالاضحیٰ و الفطر و لیلة النصف من شعبان ینسخ فیها الآجال والارزاق و یکتب فیها الحاج و فی لیلةعرفة الی الاذان.[2]

---

[1] تفسیر در منثور تحت آیت: اناانزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ، سورۃ الدخان: ۷/۴۰۲

[2] تفسیر در منثور تحت آیت: اناانزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ، سورۃ الدخان: ۷/۴۰۲

ترجمہ: خطیب بغدادی نے امام مالک کی رواۃ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ﷻ چار راتوں میں خیر کھول دیتا ہے۔(۱) عید الاضحیٰ کی رات (۲) عید الفطر کی رات (۳) نصف شعبان کی رات کہ جس میں موت اور رزق لکھا جاتا ہے، حج کرنے والوں کا نام لکھا جاتا ہے (۴) عرفہ کی رات فجر کی اذان تک۔

امام محمد بن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

۱۲۔حدثنی عبید بن آدم بناأبی ایاس قال: ثنا أبی قال: ثنا اللیث عن عقیل بن خالد عن ابن شهاب عن عثمان بن محمد بن المغیرة بن الاخنس قال: قال رسول اللهﷺ: تقطع الآجال من شعبان الی شعبان
حتی ان الرجل لینکح و یولد له و قد خرج اسمه فی الموتیٰ۔[1]

ترجمہ: امام محمد بن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ عثمان بن محمد بن مغیرہ بن اخنس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک موت کے فیصلے لکھے جاتے ہیں،

[1] جامع البیان: ۱۰/۲۲

یہاں تک کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے، اس کا بچہ ہوتا ہے اور جبکہ اس کا نام مردوں میں ڈالا جا چکا ہوتا ہے۔

امام قرطبی اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:

۱۳۔قال عکرمة: هی لیلة النصف من من شعبان یبرم فیها أمر السنة و ینسخ الاحیاء من الاموات و یکتب الحاج فلا یزاد فیهم أحد و لا ینقص منهم أحد۔[1]

ترجمہ: حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ شعبان کی نصف رات میں پورے سال کے معاملات لکھے جاتے ہیں، زندہ لوگوں کی موت کے بارے میں لکھا جاتا ہے اور حاجیوں کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ کون حج کرے گا؟، نہ اس میں کمی کی جاتی ہے اور نہ زیادتی۔

امام بغوی نے ابو الضحیٰ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا ہے:

---

[1] تفسیر قرطبی: ۱۰/۲۲

۱۴۔ رویٰ أبو الضحیٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما: ان اللہﷻ یقضی الاقضیة فی لیلة النصف من شعبان و یسلمها الی أربابها فی لیلة القدر۔[1]

ترجمہ: حضرت ابو الضحیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: اللہﷻ نصف شعبان کی رات فیصلے فرماتے ہیں اور لیلۃ القدر میں ان فیصلوں کو ان کے اصحاب کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت نے بہترین تطبیق فرمادی کہ شبِ براءۃ میں فیصلے لکھے جاتے ہیں اور شبِ قدر میں ان فیصلوں کو ان کے اصحاب کے سپرد کردیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکر ابن ابی شیبہ عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں:

۱۵۔عن عطاء بن یسار قال: لم یکن رسول اللہﷺ فی شهر أكثر صیاما منه فی شعبان و ذالک أنه ینسخ فیها آجال من ینسخ فی السنة۔[2]

---

[1] تفسیر بغوی: تحت آیت: انا انزلناه فی لیلۃ مبارکۃ، سورۃ الدخان: ۱۷۴/۴

[2] مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۴۶/۲

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ سب سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزہ رکھا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی اس ماہ میں پورے سال کے موت کے فیصلے لکھے جاتے ہیں۔

فقہاء کے اقوال:

صرف محدثین ہی نہیں بلکہ فقہاءِ کرام بھی شبِ براۃ کی اہمیت کے قائل ہیں۔
چاروں مذاہب کے فقہاء شبِ براۃ کے فضائل کے قائل ہیں۔
ذیل میں ان مذاہب کے فقہاء کے اقوال مختصراً درج کئے جاتے ہیں:

احناف:

ابن نجیم فرماتے ہیں:

ومن المندوبات إحياء ليالي العشر من رمضان وليلتي العيدين وليالي عشر ذي الحجة وليلة النصف من شعبان كما وردت به الأحاديث-[1]

ترجمہ: عبادت کے لئے رمضان کے (آخری) عشرہ میں، عیدین کی راتوں میں، ذی الحجہ کی دس راتوں میں اور **نصف شعبان کی رات** میں جاگنا مندوبات میں سے ہے۔

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

---

[1] البحر الرائق: ۵۶/۲

مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة و رمضان:

(قوله وإحياء ليلة العيدين) الأولى ليلتي بالتثنية : أي ليلة عيد الفطر وليلة عيد الأضحى (قوله والنصف) أي وإحياء ليلة النصف من شعبان.[1]

ترجمہ:عبارت:"مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان " کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عیدین کی دوراتوں سے مراد عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتیں ہیں اور "نصف: سے مراد نصف شعبان کی رات ہے کہ ان راتوں میں عبادت کے لئے جاگنا ہے۔

علامہ حسن بن عمار شرنبلانی حنفی فرماتے ہیں:

و ندب إحياء ليالي العشر الاخير من رمضان و احياء وليلتي العيدين وليالي عشر ذي الحجة وليلة النصف من شعبان.[2]

ترجمہ:عبادت کے لئے رمضان کے (آخری) عشرہ میں، عیدین کی راتوں میں،ذی الحجہ کی دس راتوں میں اور **نصف شعبان کی رات** میں جاگنا مندوبات میں سے ہے۔

علامہ محمد بن فرامرز بن علي ملاخسرو فرماتے ہیں:

---

[1] حاشیۃ ابن عابدین: ۲/۲۵

[2] نورالایضاح: ۸۰

ومن المندوبات إحياء ليال العشر الأخير من رمضان وليلتي العيدين وليالي عشر ذي الحجة وليلة النصف من شعبان ـ[1]

ترجمہ: عبادت کے لئے رمضان کے (آخری) عشرہ میں، عیدین کی راتوں میں، ذی الحجہ کی دس راتوں میں اور **نصف شعبان کی رات** میں جاگنا مندوبات میں سے ہے۔

مالکیہ:

شیخ احمد بن غنیم بن سالم مالکی عید کی رات کو جاگنے کے اہتمام کے ضمن میں ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وإنما استحب إحياء ليلة العيد لقوله ﷺ:

{ من أحيا ليلة العيد وليلة النصف من شعبان لم يمت قلبه يوم تموت القلوب }[2]

ترجمہ: جو کوئی عید کی رات کو اور نصف شعبان کی رات کو عبادت کے لئے جاگے تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا کہ جس دن دل مر جائیں گے۔

شوافع:

---

[1] درر الحکام: ۱/۱۱۷

[2] الفواکہ الدوانی: ۱/۲۷۵

امام شافعی کتاب الام میں فرماتے ہیں:

وبلغنا أنه كان يقال : إن الدعاء يستجاب في خمس ليال في ليلة الجمعة وليلة الأضحى وليلة الفطر وأول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان.[1]

ترجمہ: ہم تک یہ روایت پہونچی ہے پانچ راتوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں: شبِ جمعہ، عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات، رجب کی پہلی رات اور نصف شعبان کی رات۔

شیخ عبد الرحمن بن اسماعیل ابو شامۃ شافعی، امام ابن صلاح کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال الإمام ابن الصلاح في فتوى له : ... وأما ليلة النصف من شعبان فلها فضيلة وإحياؤها بالعبادة مستحب.[2]

ترجمہ: امام بن صلاح اپنے فتوی میں فرماتے ہیں کہ: نصف شعبان کی رات کی اپنی فضیلت ہے اور اس رات کو عبادت لے لئے جاگنا مستحب ہے۔

حنابلہ:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حنبلی فرماتے ہیں:

---

[1] کتاب الام للامام الشافعي: ۱/۲۶۴

[2] البدع والحوادث لابي شامة: ۴۴

وأما ليلة النصف فقد روى في فضلها أحاديث وآثار ونقل عن طائفة من السلف أنهم كانوا يصلون فيها. فصلاة الرجل فيها وحده قد تقدمه فيه سلف وله فيه حجة فلا ينكر مثل هذا.[1]

ترجمہ: جہاں تک نصف شعبان کی رات کا تعلق ہے، اس سلسلہ اس رات کی فضیلت پر کئی احادیث و آثار ہیں، اور اسلاف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ اس رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو اس رات میں انفرادی طور پر نماز پڑھنا اسلاف کا طریقہ رہا ہے، اور ان کا عمل اس رات میں عبادت کرنے میں حجت ہے، لہذا اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ابن رجب حنبلی عطا ابن یسار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

روى سعيد بن منصور حدثنا أبو معشر عن أبي حازم ومحمد بن قيس

عن عطاء بن يسار قال: ما من ليلة بعد ليلة القدر أفضل من ليلة النصف من ليلة النصف من شعبان ينزل الله تبارك وتعالى إلى السماء

الدنيا فيغفر لعباده كلهم إلا لمشرك أو مشاحن او قاطع رحم.[2]

---

[1] مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ: ۱۳۲/۲۳

[2] کتاب لطائف المعارف لابن رجب: ۱۳۸

ترجمہ: لیلۃ القدر کے بعد نصف شعبان سے بڑھ کر کوئی اور رات افضل نہیں ہے۔ اس رات اللہ تبارک وتعالیٰ سمائے دنیا پر تشریف لاتے ہیں، پھر سارے بندوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک یا کینہ رکھنے والے یا قطع رحمی کرنے والے کے۔

خلاصہ بحث:

ویسے تو شبِ براءۃ کے فضائل میں اور بھی احادیث ہیں، مگر میں انہیں چند پر اکتفاء کرتا ہوں، اصل غرض یہ بتلانا ہے کہ ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد کی روایات اگر ضعیف بھی ہیں تو دوسری طرف کتنی تائیدات موجود ہیں، جو ان کے ضعف کو ختم کرنے کے لئے کافی ہیں۔ نیز اتنی ساری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ضرور اس رات میں کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شبِ براءۃ میں مندرجہ ذیل چیزیں ہوتی ہیں:

☆ اس رات اللہ ﷻ آسمانِ دنیا پر مغرب کے بعد تشریف لاتے ہیں اور نداء فرماتے ہیں:

☆ اللہ عزوجل غروبِ شمس کے وقت آسمانِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں، اور فرماتے ہیں: ہے کوئی مجھ سے مغفرت مانگنے والا؟ میں اُس کو بخش دوں، ہے کوئی روزی مانگنے والا؟ میں اُس کو روزی دوں، ہے کوئی پریشانی میں مبتلا؟ میں اُس کی پریشانی کو دور کروں، اس طرح کی ندا طلوعِ فجر تک ہوتی ہے۔

☆ اس رات میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں، موت کا فیصلہ لکھا جاتا ہے، رزق کے فیصلے ہوتے ہیں، کس نے مکان بنانا ہے وہ لکھا جاتا ہے، کس نے اس سال حج کرنا ہے، خیر کے دروازے کھولے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

☆ جن لوگوں کی دعائیں اس بابرکت شب میں قبول نہیں ہوتیں، وہ درج ذیل ہیں :

- مشرک (اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والا)
- کینہ رکھنے والا
- حسد کرنے والا

- ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا
- دو وہ مسلمان جو آپس میں لڑائی کرتے ہیں
- قطع رحمی کرنے والا
- قتل کرنے والا
- شراب پینے والا
- چغلخوری کرنے والا

شبِ برائۃ میں عبادت:

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ ائمہ تابعین میں سے خالد بن معدان، امام مکحول، لقمان بن عامر وغیرہم اس رات کا خاص اہتمام فرماتے تھے، نیز امام مجتہد اسحق بن راہویہ بھی اس رات کی اہمیت کے قائل تھے۔[1]

امام بیہقی وغیرہ نے اس رات میں مخصوص قسم کی عبادات کی

[1] تفصیلات کے لئے دیکھئے: حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۸

روایتیں بیان کرنے کے بعد ان روایات کو موضوع کہا ہے، اس لئے میں نے بھی ان روایات کو لکھنے سے احتراز کیا ہے۔ البتہ اتنا ضرور عرض کروں گا کہ عام نفلی عبادات جو ہم عام دنوں میں کرتے ہیں، اُن کا اس رات میں خصوصی طور پر اہتمام کرلیا جائے، مثلاً:

- تلاوتِ کلام پاک
- درود شریف
- استغفار
- ذکر اللہ
- نفلی نمازیں، خاص کر صلاۃ التسبیح

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس رات کی صحیح اہمیت کو سمجھنے اور خوب عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نیز قارئین سے درخواست ہے کہ اس رات اپنی دعائے خیر میں بندہ ناچیز شبیر احمد کو بھی یاد رکھیں۔

تم بحمد اللہ

مصادر و مراجع

	کتاب	مصنف	وفات	مطبع
۱	احکام القرآن	محمد بن احمد قرطبی	٦٧١ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت-لبنان

۲	اصول بزدوی	علي بن محمد بزدوی	۴۸۲ھ	میرمحمد کتب خانہ کراچی-پاکستان
۳	البحر الرائق	زین الدین بن ابراهیم بن محمد، ابن نجیم	۹۷۰ھ	دارالکتاب الاسلامی قاهره -مصر
۴	البدع والحوادث	عبد الرحمن بن اسماعیلابو شامۃ	۶۶۵ھ	دارلهدی قاهره -مصر
۵	تفسیر بغوی	حسین بن مسعود بغوی	۵۱۶ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت-لبنان
۶	تقریب التهذیب	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دارالعاصمۃ للنشروالتوزیع ریاض-سعودی عرب
۷	التقیید و الایضاح	عبدالرحیم بن حسین، زین الدین عراقی	۸۰۶ھ	المکتبۃ السلفیۃ مدینہ منوره-سعودی عرب
۸	تهذیب التهذیب	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دارالکتاب الاسلامی قاهره -مصر
۹	تهذیب الکمال	یوسف بن عبد الرحمن مزی	۷۴۲ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت-لبنان
۱۰	جامع البیان	محمد بن جریر طبری	۳۱۰ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت-لبنان
۱۱	حاشیۃ ابن عابدین	محمد بن محمد ، ابن عابدین	۱۳۰۶ھ	دارالفکر بیروت-لبنان
۱۲	حاشیہ طحطاوی	احمد بن محمد	۱۲۳۱ھ	الکمتبۃ العصریۃ

		طحطاوی		قاهره-مصر
۱۳	حلیۃ الاولیاء	احمد بن عبد اللہ ابو نعیم اصفهانی	۴۳۰ھ	دارالفکر بیروت-لبنان
۱۴	درر الحکام	محمد بن فرامرز ملا خسرو	۸۸۵ھ	داراحیاء الکتب العربیۃ قاهره -مصر
۱۵	در منثور	عبد الرحمٰن ، جلال الدین سیوطی	۸۵۵ھ	دارالفکر بیروت-لبنان
۱۶	الفواکه الدواني	احمد بن غنیم المالكي	۱۱۲۶ھ	دارالفکر بیروت-لبنان
۱۷	روح المعانی	محمود بنعبد اللہ الحسینی الآلوسی	۱۸۵۴ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت-لبنان
۱۸	سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید قزوینی	۲۷۳ھ	مکتبہ رحمانیہ لاهور-پاکستان
۱۹	سنن ترمذی	محمد بن عیسی ابو عیسیٰ ترمذی	۲۷۵ھ	مکتبہ رحمانیہ لاهور-پاکستان
۲۰	سیر اعلام النبلاء	ابو عبد اللہ محمد بن احمد- ذهبی	۷۴۸ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت-لبنان
۲۱	شعب الایمان	احمد بن حسین بیهقی	۴۵۸ھ	مکتبۃ الرشد للنشروالتوزیع

				ریاض۔سعودی عرب
۲۲	عمدۃ القاری	محمود بناحمدبدر الدین، عینی	۸۵۵ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت۔لبنان
۲۳	الکاشف	ابو عبد اللہ محمد بن احمد ، ذہبی	۷۴۸ھ	مؤسسۃ علوم القرآن جدہ۔سعودی عرب
۲۴	کتاب الأم	محمد بن ادریس الشافعي	۲۰۴ھ	دارالمعرفۃ بیروت۔لبنان
۲۵	کتاب لطائف المعارف	عبد الرحمن بن احمد، ابن رجب	۷۹۵ھ	دارابن حزم قاہرہ مصر
۲۶	کشف الاسرار	علاؤ الدین بخاری ، حنفی	۸۴۱ھ	دار الکتاب الاسلامی قاہرہ- مصر
۲۷	مجموع الفتاوی	احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ	۷۲۸ھ	داراالوفاء اسکندریہ۔مصر
۲۸	مسند احمد	احمد بن محمد بن حنبل الشیباني	۲۴۱ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔لبنان
۲۹	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد ، ابوشیبہ	۲۳۵ھ	مکتبۃ الرشد للنشروالتوزیع ریاض۔سعودی عرب
۳۰	معارف السنن	محمد یوسف بنوری	۱۹۷۷ء	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔پاکستان

۳۱	مقدمہ ابن صلاح	عثمان بن عبد الرحمن، ابن الصلاح	۶۴۳ھ	مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ۔سعودی عرب
۳۲	نور الایضاح	حسن بن عمار شرنبلانی	۹۹۳ھ	الکمتبۃ العصریۃ قاہرہ ۔مصر

مؤلف کی دیگر کتابیں

اُردو کتابیں

1۔ آسٹریلیا میں رؤیتِ ہلال کا مسئلہ۔

2۔ تاریخِ حج و حرمین مع طریقہ حج و عمرہ۔

3۔ ممنوعات و مکروہاتِ اسلام۔

4۔ مشینی ذبیحہ کی شرعی حیثیت۔

5۔ غیر اسلامی ممالک میں مجلسِ قضاء کا قیام۔

6۔ جنت کے سو راستے۔

7۔ حج و عمرہ (پاکٹ بک)۔

English Books

8. The Prohibited and Disliked Acts in Islam
9. Manasik Hajj and Umrah
10. Moon Sighting In Austrailia
11. Performance Umrah, Hajj & Ziyarah
12. The Daily Program Of Recitals.

مکتبہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ